

جائے۔ پھر بھی کہاں گھوڑوں کے رانوں پر مذکورہ الفاظ لکھنا اور کہاں میت کی پیشانی یا کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا۔

انا لله وانا اليه راجعون!



## تین کام چھوڑ دو!

امام میمون بن مہران تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ثلاث ارفضوهن، سب أصحاب محمد صلی اللہ علیہ

وسلم، والنظر فی النجوم، والنظر فی القدر.

”تین کاموں کو چھوڑ دو:

۱۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا کہنا

۲۔ ستاروں میں (بغرض تاثیر) غور و فکر

۳۔ تقدیر میں غور و خوض

(فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل: ۱۹، وسندہ حسن)

## تعداد رکعات وتر

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز وتر کی ایک، تین، پانچ، سات اور نو رکعات ثابت ہیں۔

ایک رکعت نماز وتر:

ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ الشَّافِعِيُّ عَنِ الْوُتْرِ؟: أَيَجُوزُ أَنْ يُوتَرَ الرَّجُلُ بِوَاحِدَةٍ لَيْسَ قَبْلَهَا شَيْءٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَالَّذِي أَخْتَارُ أَنْ أُصَلِّيَ عَشْرَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ أُوتَرَ بِوَاحِدَةٍ، فَقُلْتُ لِلشَّافِعِيِّ: فَمَا الْحُجَّةُ فِي أَنَّ الْوُتَرَ يَجُوزُ بِوَاحِدَةٍ؟، فَقَالَ: الْحُجَّةُ فِيهِ السُّنَّةُ وَالْأَثَرُ.

”امام شافعی رحمہ اللہ سے وتر کے بارے میں سوال کیا گیا کہ آدمی ایک وتر ایسے پڑھے کہ اس سے پہلے کوئی نماز نہ ہو تو کیا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں، جائز ہے، لیکن میں پسند یہ کرتا ہوں کہ دس رکعات پڑھ کر پھر ایک وتر پڑھوں۔ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا: ایک وتر کے جائز ہونے کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا: اس بارے میں سنت رسول اور آثار سلف دلیل ہیں۔“

(السنن الصغرى للبيهقي: ۵۹۳، وسنده حسن)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

صلاة الليل مثنى مثنى، فإذا خشي أحدكم الصبح صلى ركعة واحدة، وتوتر لا ما قد صلى.

”رات کی نماز دو، دو رکعت ہے، جب تم میں سے کوئی صبح ہونے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے۔ وہ اس کی پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادے گی۔“

(صحیح بخاری: ۹۹۰، صحیح مسلم: ۷۴۹)

صحیح مسلم (۴۹/۱۵۸) کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

ويوتر بركعة من آخر الليل.

”رات کے آخری حصے میں ایک وتر پڑھ لے۔“

صحیح مسلم (۷۵۲، ۷۵۳) میں سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الوتر رکعة من آخر الليل .

”وتر رات کے آخری حصہ میں ایک رکعت کا نام ہے۔“

صحیح مسلم (۷۴۹/۱۵۹) کی ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

صلاة الليل مثنى مثنى، فإذا رأيت أن الصبح يدركك، فأوتر بواحدة .

”رات کی نماز دو، دو رکعت ہے، جب تو دیکھے کہ صبح ہونے کو ہے تو ایک وتر پڑھ لے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي بالليل إحدى عشرة ركعة، يوتر منها بواحدة، فإذا فرغ منها اضطجع على شقه الأيمن، حتى يأتيه المؤذن، فيصلي ركعتين خفيفتين .

”رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے تھے، ان میں سے ایک وتر ادا فرماتے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہو جاتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پاس مؤذن آتا، پھر آپ ﷺ دو ہلکی سی رکعتیں (فجر کی

سنّتیں) ادا فرماتے۔“

(صحیح بخاری: ۹۹۴، صحیح مسلم: ۷۳۶، واللفظ لہ)

سیدنا ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الوتر حق، فمن شاء أوتر بخمس، ومن شاء أوتر بثلاث،  
ومن شاء أوتر بواحدة .

”وتر حق ہیں۔ جو چاہے سات پڑھے۔ جو چاہے پانچ پڑھے۔ جو چاہے تین  
پڑھے اور جو چاہے ایک پڑھے۔“

(سنن ابی داؤد: ۱۴۲۲، سنن النسائی: ۱۷۱۱، سنن ابن ماجہ: ۱۱۹۰، وسندہ صحیح)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۲۴۱۰) اور حافظ ابن الملقن (البدیع المنیر:  
۲۹۶/۴) نے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ قرار  
دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

أن النبي صلى الله عليه وسلم أوتر برکعة .

”نبی اکرم ﷺ نے ایک رکعت وتر ادا فرمایا۔“

(سنن الدار قطنی: ۱۶۵۶، وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أوتر برکعة .

”آپ ﷺ نے ایک رکعت وتر پڑھا۔“

(صحیح ابن حبان: ۲۴۲۴، وسندہ صحیح)

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا۔ ان کے پاس سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے۔ انہوں نے آکر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

دعہ، فإنه قد صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم .

”ان کو چھوڑو، وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہیں۔“

(صحیح البخاری: ۳۷۶۴)

صحیح بخاری ہی کی ایک روایت (۳۷۶۵) میں ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: إنه فقيه .

”وہ فقیہ ہیں۔“

عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إن معاوية أوتر برعدة، فأنكر ذلك عليه، فسئل ابن عباس،

فقال: أصاب السنة .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا، ان پر اس چیز کا اعتراض کیا گیا۔ سیدنا

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سنت پر عمل کیا

ہے۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۹۱، وسندہ صحیح)

ایک رکعت وتر سنت ہے، فقیہ کی نشانی بھی یہ ہے کہ وہ ایک رکعت وتر کا قائل و فاعل

ہوتا ہے۔ سیدنا معاویہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما دو جلیل القدر صحابی ایک رکعت وتر کے قائل

و فاعل ہیں۔ آئیے دیگر صحابہ کرام کا عمل دیکھتے ہیں:

ابوجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ اگر میں سفر میں ہوں تو کیا کروں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ركعة من آخر الليل .

”رات کے آخری حصے میں ایک رکعت پڑھ لو۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۰۱/۲، وسندہ صحیح)

عبدالرحمن تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ آج رات قیام اللیل پر مجھ سے کوئی سبقت نہ لے جائے گا۔ میں اٹھا تو اپنے پیچھے ایک آدمی کی آہٹ پائی۔ وہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں ایک طرف ہٹ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، قرآن کریم شروع کیا اور ختم کر دیا، پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ میں نے سوچا: شیخ بھول گئے ہیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ نے ایک ہی رکعت وتر ادا کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ یہ میرا وتر ہے۔“

(شرح معانی الآثار للطحاوی: ۲۹۴/۱، سنن الدار قطنی: ۳۴/۲، ح: ۱۶۵۶-۱۶۵۸، وسندہ

حسن)

عبداللہ بن مسلمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز عشاء پڑھائی، پھر مسجد کے ایک کونے میں ایک رکعت ادا کی۔ میں آپ کے پیچھے گیا اور عرض کیا: اے ابواسحاق! یہ کیسی رکعت ہے؟ فرمایا:

وتر، أنا م عليه .

”یہ وتر ہے جو پڑھ کر میں سوراہوں۔“

عمرو بن مرة کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات مصعب بن سعد کو بتائی تو انہوں نے کہا:

سعد بن عبداللہؓ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱/۲۹۵، وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیرؓ جن کے چہرے پر فتح مکہ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا، وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعدؓ جو کہ بدر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک تھے، نماز عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا کرتے تھے۔ اس سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، حتیٰ کہ رات کے وسط میں قیام کرتے تھے۔

(معرفۃ السنن والآثار للبيهقي: ۲/۳۱۴، ح: ۱۳۹۰، صحيح البخاری: ۶۳۵۶، وسندہ

صحیح)

نافعؓ، سیدنا ابن عمرؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

”انہ کان یوتر برکعة۔“

”آپ ﷺ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔“

(الاوسط لابن المنذر: ۵/۱۷۹، وسندہ صحیح)

ابو مجلز بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو موسیٰؓ نے مکہ و مدینہ کے درمیان عشاء کی نماز دو رکعت ادا کی، پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر پڑھا۔

(الاوسط لابن المنذر: ۵/۱۷۹، وسندہ صحیح)

جریر بن حازم بیان کرتے ہیں:

”سألت عطاء: أوتر برکعة؟ فقال: نعم، إن شئت۔“

”میں نے امام عطاء بن ابی رباحؓ سے سوال کیا کہ کیا میں ایک رکعت وتر

پڑھ کیا کروں؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو پڑھ لیا کر۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۲۹۲، وسندہ صحیح)

ابن عون بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر آدمی سو گیا اور صبح ہوگئی تو کیا صبح ہونے کے بعد وہ ایک رکعت وتر پڑھے؟ فرمایا:

لا أعلم به بأسا .

”میں اس میں کچھ حرج نہیں سمجھتا۔“

(مصنف ابن ابی شیبہ : ۲/۲۹۰، وسندہ صحیح)

## ایک تین، پانچ اور سات و تراحناف کی نظر میں

ایک، تین، پانچ اور سات رکعت وتر پڑھنا جائز ہیں۔ اب ہم مقلدین کی معتبر کتب کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں:

① مشہور حنفی جناب عبدالحی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

وقد صح من جمع من الصحابة أنهم أوتروا بواحدة، دون تقدم نفل قبلها .

”صحابہ کرام کی ایک جماعت سے یہ بات صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے پہلے کوئی نفل پڑھے بغیر ایک رکعت و ترادا کیا۔“

(التعليق الممجد للكنوى : ۱/۵۰۸)

② علامہ سندھی حنفی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

هذا صريح في جواز الوتر بواحدة .

”یہ حدیث ایک وتر کے جائز ہونے میں واضح ہے۔“

(حاشیة السندی علی النسائی : ۲/۳۰)



③ جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

نعم، ثابت عن بعض الصحابة بلا ريب.

”ہاں، بعض صحابہ کرام سے بلا شک و شبہ ایک وتر پڑھنا ثابت ہے۔“

العرف الشذی للکشمیری: ۱۲/۲

④ جناب عبدالشکور فاروقی لکھنوی دو بندی لکھتے ہیں:

”یہ (صرف تین وتر پڑھنا) مذہب امام صاحب کا ہے۔ ان کے نزدیک ایک

رکعت کی وتر جائز نہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وتر میں ایک رکعت بھی

جائز ہے۔ دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں۔“

(علم الفقہ از عبدالشکور اللکنوی: حصہ دوم: ۱۸۲)

تنبیہ نمبر ①:

بعض الناس پر لازم ہے کہ وہ اپنے امام سے ایک رکعت وتر کا عدم جواز بسند صحیح ثابت کریں۔

تنبیہ نمبر ②:

جس روایت میں تین وتر ہے ذکر ہے، اس سے ایک یا پانچ رکعت وتر کی نفی نہیں ہوتی۔

⑤ جناب خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں:

”وت کی رکعت احادیث صحاح میں موجود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہما وغیرہما صحابہ کرام اس کے مقرر اور مالک رحمہ اللہ و شافعی رحمہ اللہ و

احمد رحمۃ اللہ کا وہ مذہب، پھر اس پر طعن کرنا ان سب پر طعن ہے، کہ وہ اب ایمان کا  
کیا ٹھکانہ؟۔۔۔“

(براہین قاطعہ: ص ۷)

یاد رہے کہ اس کتاب پر جناب رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی تقریظ بھی ہے۔

سہارنپوری دیوبندی صاحب کی عبارت سے بہت سی باتیں ثابت ہوتی ہیں، ان  
میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک رکعت وتر پر طعن کرنے والے بے ایمان ہیں۔

⑥ جب بعض لوگوں نے جناب سہارنپوری کی مذکورہ بالا کتاب پر اعتراضات کیے تو  
ان کے رد و جواب میں دیوبندیوں کے عقیدہ وحدت الوجود کے امام حاجی امداد اللہ ”کلی“  
دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”ایسے ہی ایک وتر کی بحث میں جو آپ نے لکھا ہے کہ صاحب ”براہین“ کا  
اعتراض امام صاحب وصاحبین تک پہنچتا ہے۔ یہ تو محض تعصب یا سفاہت  
ہے۔ صاحب ”براہین“ اس شخص کو رد کرتے ہیں، جو عموماً ایک وتر پڑھنے  
والوں پر طعن کرے، کیونکہ ایک وتر پڑھنے والے بعض صحابہ و ائمہ بھی ہیں۔  
حضرت امام وصاحبین نے کب ایک وتر پڑھنے والوں پر طعن کیا ہے اور وہ کب  
طعن کر سکتے ہیں کہ اس طرف بھی صحابہ کبار اور ائمہ خیار ہیں۔ صاحب ”انوار  
ساطعہ“ نے چونکہ بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کو مطعون کیا تھا، حالانکہ ان  
میں صحابہ و ائمہ ہیں۔ اس کو متنبہ کیا ہے اور اس گستاخی سے روکا ہے۔“

(یہ تحریر براہین کے آخر میں ملحق ہے: ص ۲۸۰)

④ اس تحریر کے ایک مقلد محشی لکھتے ہیں:

”پس معترض کا یہ کہنا کہ ”براہین“ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب و صاحبین کے ایمان کا بھی کیا ٹھکانہ، نہایت حمق و شقاوت ہے، کیونکہ ان حضرات نے ایک وتر پڑھنے والوں صحابہ و ائمہ کو کبھی طعن نہیں کیا اور نہ کلمات تحقیر ان حضرات کی شان میں لکھے۔ مولف ”انوار ساطعہ“ نے بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں کی نسبت کلمات ناشائستہ لکھے، اس لیے اس کو گستاخی سے روکا گیا ہے اور سمجھایا گیا ہے کہ تحقیر احادیث و تحقیر سلف میں ایمان کا ٹھکانا نہیں۔ اگر مولف ”انوار ساطعہ“ کہے کہ میری مراد حضرت صحابہ و ائمہ قائلین وتر واحد پر اعتراض کرنا نہیں تو یہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہے، کیونکہ اس کتاب میں بالعموم ایک وتر پڑھنے والوں پر اعتراض کیا ہے۔ حکم شرعی ظاہر پر ہے اور پھر سلف ہوں یا خلف، جس امر میں وہ متبع حدیث نبوی ہیں، اس فعل پر اعتراض نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی تحقیر زیبا اعتراض جس پر ہے، کسی احادیث یا اتباع ہونے کی وجہ سے ہے، ورنہ چاہے کہ فرق باطلہ و اہل ہوئی جن عقائد و اعمال میں اہل حق کے موافق ہیں، ان عقائد و اعمال میں بھی اعتراض کیا جائے، پھر جب ایک وتر کے قائلین بھی صحابہ و اہل سنت ہیں تو اس فعل پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟۔“

(ایضاً: ص ۲۸۰)

⑧ جناب سہارنپوری کی تائید اور مولف ”انوار ساطعہ“ کے رد میں مشہور مقلد جناب محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں:

”(عبدالسمیع رامپوری مولف انوار ساطعہ نے) وتر کی ایک رکعت پڑھنے والوں پر

سخت الفاظ کے ساتھ طعن کیا ہے۔ خیر اور تو وہی پرانا رونا ہے، جو مؤلف مذکورہ (عبدالسمیع) کے سلف کر چکے تھے، مگر وتر کی ایک رکعت پڑھنے والوں پر جس کے بارے میں احادیث صحاح موجود ہیں اور بعض ائمہ مثل امام شافعی و امام احمد وغیرہ رحمہم اللہ کا وہ مذہب ہے۔ زبان درازی کرنا مؤلف مذکور کا ہی حصہ ہے۔ یہ جدا قصہ ہے کہ علمائے حنفیہ رحمہم اللہ کا یہ مذہب بوجہ اور دلائل کے نہ ہو، مگر فقط اس امر سے ایک دوسرے پر طعن نہیں کر سکتا۔“

(الجهد المقل فی تنزیہ المعز والمذل از محمود الحسن دیوبندی: ص ۱۷)

⑨ اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

”بعض لوگوں کے نزدیک وتر ایک رکعت ہے اور بعض کے نزدیک تین ہیں اور بعض کے نزدیک پانچ ہیں اور ان سب میں تاویل مذکور جاری ہو سکتی ہے، مگر میرے نزدیک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تینوں طرح ثابت ہے۔“

(تقریر ترمذی از تھانوی: ۱۳۶)

اس کتاب پر جناب تقی عثمانی دیوبندی صاحب کا مقدمہ موجود ہے۔

⑩ جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب اپنے استاذ جناب شیخ محمد تھانوی صاحب دیوبندی سے نقل کرتے ہیں:

”(اہل حدیث) وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی حدیث پسند کی ہے، حالانکہ تین رکعتیں بھی آئیں ہیں، پانچ بھی آئی ہیں، سات بھی آئی ہیں۔“

(قصص الاکابر از تھانوی: ۱۲۲)

جناب تھانوی صاحب کا یہ بہتان ہے کہ اہل حدیث نے ایک رکعت والی حدیث

پسند کی ہے، جبکہ اہل حدیث ایک رکعت کے علاوہ تین، پانچ اور سات رکعت وتر کی احادیث کو بھی ناپسند نہیں کرتے، بلکہ ان کے بھی قائل و فاعل ہیں۔

والحمد لله على ذلك!

⑪ جناب احمد سعید کاظمی بریلوی لکھتے ہیں:

”یعنی علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضرت قاسم بن محمد (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے پوتے (کے قول ان کلا کے معنی یہ ہیں کہ وتر ایک رکعت، تین رکعت اور پانچ رکعتیں اور سات وغیرہ سب جائز ہیں۔“

(مقالات کاظمی، حصہ سوم: ۴۸۸)

⑫ جناب احمد یار خان نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

”حضور ﷺ وتر ایک رکعت پڑھتے تھے، تین یا پانچ پڑھتے تھے، سات پڑھتے تھے تو گیارہ تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔“

(جاء الحق از نعیمی، جلد دوم: ص ۲۶۳)



لمحہ فکر یہ!

جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”صد افسوس ہے کہ اس نازک دور میں جبکہ عیسائیت اور پرویزیت، کمیونزم اور دہریت اور قادیانیت وغیرہ حضرات صحابہ کرام اور ائمہ اسلام اور اہل حق سے بدظنی اور بے اعتمادی پیدا کرنے کے منصوبے کر رہی ہیں، تو اپنی ہی جماعت